حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی

بیعتِ خلافتِ خلفاءِ ثلاثہ کے

دلائل

از شعبہ کلام

طالبِ دعا

اے ای اے ڈی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ۔ ھو الناصر

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت خلافت خلفاء ثلاثہ کے دلائل

ذیل میں سنی اور شیعہ کی مستند کتب میں موجود دلائل کی روشنی میں بالترتیب یہ ثابت کیا جائے گا کہ حضر
علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کر لی تھی۔ اس مسئلہ کو دو بنیادی حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(1) تعجیلاً بیعت کرنا:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے فوری بیعت کرنا۔

یعنی حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی تعجیلاً بیعت کی تھی اور جس طرح دوسرے صحابہ کرامؓ
سیدنا صدیق اکبرؓ کو خلیفۂ رسول ﷺ تسلیم کر لیا تھا۔ اور بیعت کر لی تھی۔ ٹھیک اسی طرح حضرت علیؓ نے بھ
حضرت ابو بکر صدیقؓ کو نبی کریم ﷺ کا حقیقی اور صحیح جانشین تسلیم کر لیا تھا اور جلدی ہی بیعت کر لی تھی۔

(2) تأخیراً بیعت کرنا:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے چھ ماہ بعد بیعت کرنا۔

یعنی حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بیعت کی تھی اور جس طرح دوسرے صحابہ کرامؓ نے تعجیلاً سیدنا صدیق
اکبرؓ کو خلیفۂ رسول ﷺ تسلیم کر لیا تھا اس طرح تو نہیں مگر چھ ماہ کے بعد بیعت کی تھی۔

اِن ہر دو امور میں موجود روایات پر آئندہ بحث کی جائے گی۔ ان شاءاللہ تعالیٰ

دونوں حصوں سے اس بات کا واضح اور بیّن ثبوت ملتا ہے کہ یہ بزرگانِ دین آپس میں متفق تھے، متحد تھے۔ ال
میں کسی قسم کا کوئی انشقاق و اختلاف نہ تھا۔ نیز یہ کہ قرآن کریم کی روشنی میں یہ احباب آپس میں رحمدل اور مہربا
تھے۔

حصہ اوّل

حضرت علیؓ کا صدیق اکبرؓ کی تعجیلاً بیعت کرنا

اس سلسلہ میں اہل تشیع کے عقائد کا:

i. حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت نہیں کی تھی۔

ii. بیعت کی مگر چھ ماہ کے بعد جا کر کی تھی، یعنی حضرت فاطمہؓ کی زندگی تک بیعت نہیں کی۔

iii. یا لوگوں کے جبر کی وجہ سے اُوپر اُوپر سے بیعت کر لی تھی لیکن دل سے بیعت نہیں کی تھی۔

یل میں اس امر کو بہ روایات ثابت کیا جائے گا کہ مذکورہ بالا تینوں عذرات درست نہیں ہیں اور واقعات کے بالکل
خلاف ہیں۔

اہلسنت کی کتب میں موجود حوالہ جات

افظ ابن کثیر نے اپنی مشہور کتاب ''البدایہ'' جلد خامس و سادس میں متعدد مقامات پر روایات ہذا کو ایک ترتیب سے
یش کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ:

(1) "وَقَدِ اتَّفق الصَّحابة رَضِيَ اللَّهُ عَنهُمْ عَلَى بَيْعَةِ الصِّديق فِي ذَٰلِكَ الْوَقْتِ، حَتَّى عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ والزُّبير بْنَ الْعَوَّامِ رضي الله عنهما، والدَّليل عَلَى ذَٰلِكَ مَا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ۔

البیهقی حیث قال ---- حَيْثُ قَالَ: ثنا أبو نصرة عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلَّم وَاجْتَمَعَ النَّاس فِي دَارِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، وَفِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ قَالَ: فَقَامَ خَطِيبُ الْأَنْصَارِ فَقَالَ: أتعلمون أَنَّا أَنْصَارُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلَّم فَنَحْنُ أَنْصَارُ خَلِيفَتِهِ كَمَا كُنَّا أَنْصَارَهُ، قَالَ: فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ: صَدَقَ قَائِلُكُمْ ولو قلتم غير هذا لم نبايعكم فاخذ بِيَدِ أَبِي بَكْرٍ وَقَالَ: هَذَا صَاحِبُكُمْ فَبَايِعُوهُ، فبايعه عمر، وبايعه المهاجرون والأنصار، وقال: فَصَعِدَ أَبُو بَكْرٍ الْمِنْبَرَ فَنَظَرَ فِي وُجُوهِ الْقَوْمِ فلم ير الزبير، قال:

فدعا الزُّبير فَجَاءَ قَالَ: قُلْتُ: ابْنُ عَمَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلَّم أَرَدْتَ أَنْ تَشُقَّ عَصَا الْمُسْلِمِينَ، قَالَ: لَا تَثْرِيبَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ، فَقَامَ فَبَايَعَهُ، ثُمَّ نَظَرَ فِي وُجُوهِ الْقَوْمِ فَلَمْ يَرَ علياً، فدعا بعلي بن أبي طالب قال: قُلْتُ: ابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَتَنَهُ عَلَى ابْنَتِهِ أَرَدْتَ أَنْ تَشُقَّ عَصَا الْمُسْلِمِينَ، قَالَ: لَا تَثْرِيبَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ فَبَايَعَهُ۔

i. (البدایۃ والنھایۃ از ابن کثیر جلد 6 کتاب تاریخ الاسلام خلافۃ أبي بکر الصّدیق رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ)
ii. کتاب السنۃ للامام احمد۔ ص ۹۶ طبع مکہ مکرمہ
iii. المستدرک للحاکم ص ۷۶ ج ۳۔ طبع اوّل دکن
iv. السنن الکبریٰ بیہقی جلد ۸ ص ۱۴۳۔ باب قتال اہل البغی
v. الاعتقاد علی مذہب السلف بیہقی۔ ص ۱۷۸
vi. البدایہ لابن کثیر، ج ۵ ص ۲۴۹
vii. کنز العمال۔ طبع اول، ج ۳ ص ۱۳۱

یعنی بیہقی نے..........ابو نضرۃ (منذر بن مالک بن قطعۃ) سے اس نے ابو سعید (سعد بن مالک بن سنان المنذری) الخدری رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد سعد بن عبادہ کے مکان (سقیفہ بنی ساعدہ) پر لوگ جمع ہوئے۔ اِن لوگوں میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ انصار کے ایک خطیب (زید بن ثابت رضی اللہ عنہ انصاری) کھڑے ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہاجرین میں سے تھے اور ہم (ہمیشہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے انصار یعنی معاون و مددگار بنے رہے۔ (اب جو خلیفہ ہوگا) اس کے بھی ہم انصار و مددگار ہونگے جیسا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاون تھے۔ اس کے بعد عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ تمہارے خطیب نے درست کہا۔ اگر تم اس چیز کے بغیر کوئی اور صورت پیش کر دیتے تو ہم تمہارے ساتھ موافقت نہ کر سکتے، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا: تم سب کے یہ امیر ہیں ان کی بیعت کی جائے۔ خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور تمام مہاجرین و انصار (جو موجود تھے) سب نے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

ممبر پر تشریف لائے اور حاضرین کی طرف نظر اٹھائی تو زبیر رضی اللہ عنہ بن عوام نہیں نظر آئے تو ان کو بلا بھیجا (ان کے پہنچنے کے بعد) فرمایا کہ آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھوپھی کے بیٹے ہیں اور حواری ہیں۔ کیا آپ مسلمانوں کے اتفاق کی لٹھ توڑنا چاہتے ہیں؟ تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا کہ اے خلیفۂ رسول مجھے ملامت نہ کریں اور اُٹھ کر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر لی۔

پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجمع کی طرف توجہ کی اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو موجود نہ پایا تو ان کو بلوایا۔ **حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پہنچنے پر ان کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں اور داماد ہیں! آپ مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کے عصا کو پارہ پارہ دیکھنا چاہتے ہیں؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اے خلیفۂ رسول مجھے ملامت نہ کریں اور اُٹھ کر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر لی۔**

(2) وقد رواہ الامام احمد عن الثقۃ عن وهيب مختصراً

" اور اس روایت کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے وہیب سے اختصاراً ذکر کیا ہے

i. مسند احمد جلد ۵۔ مسندات زید بن ثابت۔
ii. البدایہ لابن کثیر، ج ۵، ص ۲۴۹

(3) **واخرجه الحاكم في مستدركه من طريق عفان بن مسلم عن وهيب مطولاً كنحو ما تقدم۔**

i. المستدرک للحاکم ص 76 جلد ثالث طبع اول دکن۔
ii. البدایہ لابن کثیر، ص ۳۰۲ جلد سادس۔ طبع اول
iii. البدایہ لابن کثیر، ص ۲۴۹ جلد خامس۔ طبع اول

مستدرک کا حوالہ جس کا اُوپر ذکر آیا ہے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

" ثنا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، ثنا وُهَيْبٌ، ثنا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، ثنا أَبُو نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: " لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ خُطَبَاءُ الْأَنْصَارِ فَجَعَلَ الرَّجُلُ مِنْهُمْ، يَقُولُ: يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنْكُمْ قَرَنَ مَعَهُ رَجُلًا مِنَّا، فَنَرَى أَنْ يَلِيَ هَذَا الْأَمْرَ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا مِنْكُمْ وَالْآخَرُ مِنَّا، قَالَ: فَتَتَابَعَتْ خُطَبَاءُ الْأَنْصَارِ عَلَى ذَلِكَ، فَقَامَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، وَإِنَّ الْإِمَامَ يَكُونُ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ، وَنَحْنُ أَنْصَارُهُ كَمَا كُنَّا أَنْصَارَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالَ: «جَزَاكُمُ اللَّهُ خَيْرًا يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، وَثَبَّتَ قَائِلَكُمْ» ثُمَّ قَالَ: «أَمَا لَوْ فَعَلْتُمْ غَيْرَ ذَلِكَ لَمَا صَالَحْنَاكُمْ» ثُمَّ أَخَذَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ بِيَدِ أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ: هَذَا صَاحِبُكُمْ، فَبَايِعُوهُ، ثُمَّ انْطَلَقُوا، فَلَمَّا قَعَدَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى الْمِنْبَرِ نَظَرَ فِي وُجُوهِ الْقَوْمِ فَلَمْ يَرَ عَلِيًّا فَسَأَلَ عَنْهُ، فَقَالَ: نَاسٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَتَوْا بِهِ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: ابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَتَنُهُ أَرَدْتَ أَنْ تَشُقَّ عَصَا الْمُسْلِمِينَ؟ فَقَالَ: لَا تَثْرِيبَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعَهُ، ثُمَّ لَمْ يَرَ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ فَسَأَلَ عَنْهُ حَتَّى جَاءُوا بِهِ، فَقَالَ: ابْنُ عَمَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَوَارِيُّهُ أَرَدْتَ أَنْ تَشُقَّ عَصَا الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِهِ: لَا تَثْرِيبَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعَاهُ «هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ» "

(مستدرک جلد ثالث ج ۳ ص ۷۶ کتاب معرفۃ الصحابہ)

مذکورہ بالا حوالہ کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جب رسول کریم ﷺ کا انتقال ہوا تو خطباء انصار کھڑے ہو گئے اور ایک شخص اُن میں سے کہنے لگا اے قوم مہاجرین جب نبی کریم ﷺ تم لوگوں میں سے کسی عامل کو مقرر فرما کر روانہ کیا کرتے تھے۔ تو ہماری قوم انصار سے بھی ایک شخص ساتھ ملا دیتے تھے تو اسی طرح اس امر (خلافت) میں بھی دو شخص والی اور امیر مقرر ہونے چاہیے اور ایک والی ہم میں سے ہونا چاہیے اور ایک تم لوگوں کی جانب سے۔

ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ اسی طرح لگاتار انصار کے خطباء اس امر میں گفتگو کرتے رہے۔ پھر زید بن ثابت انصاری اُٹھے، انہوں نے کہا کہ بے شک حضور ﷺ مہاجرین میں سے تھے اور امام مہاجرین سے ہونا چاہیئے اور ہم اس کے انصار (یعنی معاون و مددگار) ہونگے جیسا کہ ہم رسول ﷺ کے انصار ہوا کرتے تھے۔ اب ابو بکر صدیق ؓ اٹھے اور فرمایا کہ اے جماعتِ انصار! جزاکم اللہ خیرًا۔ تمھارے خطیب (زید بن ثابت) نے ٹھیک بات کہی۔ نیز کہا کہ اگر تم اس کے خلاف کوئی تجویز کرتے تو ہم صلح و مصالحت کے لئے آمادہ نہ ہو سکتے۔ پھر زیدؓ بن ثابت ہی نے اُٹھ کر حضرت ابو بکرؓ کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کی اور کہا کہ یہ تمہارے صاحب (امر) یعنی حاکم ہیں، سب ان کی بیعت کرو۔

(پھر بیعت کے بعد لوگ اپنی اپنی ضروریات کے لیے) اُٹھ کھڑے ہوئے۔

(اس کے بعد) جب حضرت ابو بکر صدیقؓ منبر پر تشریف فرما ہوئے ہیں تو حاضرین مجلس میں علی المرتضیٰؓ کو نہ پایا تو ان کے متعلق دریافت کیا (اسی دوران) بعض انصار حضرت علیؓ کے ہاں گئے اور ان کو ساتھ لے آئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا کہ آپ ابن عم رسولؐ (یعنی آنحضور ﷺ کے چچا کے بیٹے) ہیں اور دخترِ رسولؐ کے شوہر ہیں کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے اتحاد میں پھوٹ پڑ جائے؟ تو حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ اے خلیفہ رسول مجھے ملامت نہ کریں اور بیعت کر لی۔

پھر اسی طرح زبیر بن عوام کی عدم موجودگی پر حضرت ابو بکرؓ نے دریافت کیا تو ان کو بھی لوگ جا کر لے آئے۔ حضرت ابو بکرؓ نے ان کو بھی کہا کہ آپ رسول اللہ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں اور حواری رسول ہیں! آپ مسلمانوں کے جماعتی اتفاق کو پارہ پارہ کرنا چاہتے ہیں؟ انہوں نے بھی یہ کہا کہ اے خلیفۂ رسولؐ! ملامت نہ کیجیئے، اور دونوں حضرات نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کر لی۔

(4)و روینا من طریق المحاملی ....عن ابی نضرة عن ابی سعید الخدری ﷺ فَذَکَرَہٗ مِثلَہٗ فِی مُبَایَعَةِ عَلِیٍّ وَ الزُّبَیْرِ یَومَئِذٍ

(کنز العمال جلد ثالث، ص ۱۳۷۔ طبع قدیمی، حیدر آباد دکن)

یعنی یہ روایت ہمیں محاملی کے ذریعہ سے پہنچی ہے........ابو نضرۃ سے اس نے ابو سعید خدری ؓ سے سابقہ روایت کی طرح نقل کی کہ اسی روز حضرت علی مرتضیٰ ؓ اور حضرت زبیر ؓ بن عوام نے حضرت ابو بکر صدیق ؓ کی بیعت کر لی تھی۔

(البدایہ لابن کثیر، ج ۶ ص ۳۰۲)

(قال ابن کثیر) هذا اسناد صحیح محفوظ من حدیث ابی نضرة المنذر بن مالک بن قطعة عن ابی سعید سعد بن مالک بن سنان المنذری وَ فِیه فَائِدَةٌ جَلِیلَةٌ وَهِیَ مُبَایَعَةُ عَلِیِّ ابنِ اَبِی طَالِب اِمَّا فِی اَوَّلِ الْیَوْمِ اَوْ فِی الْیَوْمِ الثَّانِی مِنَ الوفَاةِ وَهٰذا حَقٌّ فَاِنَّ عَلِیَّ ابْنَ اَبِی طَالِبٍ لَمْ یُفَارِقِ الصِّدِّیقَ فِی وَقْتٍ مِنَ الْاَوْقَاتِ۔

(البدایہ لابن کثیر ص ۲۴۸۔۲۴۹ جلد خامس)

یعنی یہ محاملی کا اسناد صحیح ہے اور محفوظ طریقہ سے ہے........اور اس سے **بڑی مفید چیز** ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت علی ؓ نے حضرت ابو بکر ؓ کی بیعت انتقالِ نبویؐ کے بعد اوّل روز میں یا دوسرے روز کی اور یہی بات حق اور صحیح ہے کیونکہ حضرت علی، حضرت ابو بکر ؓ سے کسی وقت میں بھی جدا نہیں ہوئے۔

(5) قَالَ مُوْسٰی بْنُ عَقَبَةَ فِی مَغَازِیہٖ عَنْ سَعدِ بْنِ اِبرَاهِیمَ حَدَّثَنِی اَبِی اَنَّ اَبَاهُ عَبدَ الرَّحمٰنِ بْنَ عَوفٍ کَانَ مَعَ عُمَرَ وَاَنَّ مُحمدَ بْنَ مَسلمةَ کَسَرَ سَیفَ الزُّبَیرِ ثُمَّ خَطَبَ اَبُو بَکرٍ ﷺ وَ اعْتَذَرَ اِلَی النَّاسِ وَقَالَ وَ اللّٰہِ مَا کُنتُ حَرِیصًا عَلَی الْاِمَارَةِ یَومًا وَ لَا لَیلَةً وَ لَا سَئَلْتُهَا فِی سِرٍّ وَ لَا عَلَانِیَةٍ فَقَبِلَ الْمُهَاجِرُونَ مَقَالَتَهٗ وَ قَالَ عَلِیٌّ وَ الزُّبَیْرُ مَا غَضِبْنَا اِلَّا لِاَنَّا اُخِّرْنَا عَنِ الْمَشُورَةِ وَاِنَّا نَرَی اَنَّ اَبَابَکرٍ اَحَقُّ النَّاسِ بِهَا اِنَّهٗ لَصَاحِبُ الْغَارِ وَثَانِیَ اثْنَیْنِ وَاِنَّا لَنَعْرِفُ شَرَفَهٗ وَخَیرَهٗ وَلَقَد اَمَرَهٗ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ بِالصَّلٰوةِ بِالنَّاسِ وَهُوَ حَیٌّ۔ اِسنادٌ جَیِّدٌ وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ وَ الْمِنَّةُ۔

i. مستدرک حاکم، کتاب معرفة الصحابہ، ج ۳ ص ۶۶۔
ii. السنن الکبری بیہقی، باب قتال اہل البغی جلد ۸ ص ۱۵۲۔۱۵۳
iii. الاعتقاد علی مذہب السلف للبیہقی۔ ص ۱۷۹۔ طبع مصر
iv. البدایہ لابن کثیر، جلد خامس ص ۲۵۰۔ ج ۶ ص ۳۰۲

مذکورہ بالا عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ:

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ موسیٰ بن عقبہ نے اپنے مغازی میں مذکور اسناد کے ساتھ عبد الرحمنؓ بن عوف سے (واقعہ بیعت کو) نقل کیا ہے کہ عبد الرحمنؓ بن عوف اور محمد بن مسلمہ (انصاری) حضرت عمر بن الخطابؓ کے ساتھ تھے۔ محمد بن مسلمہؓ نے (اس خوف سے کہ کہیں فتنہ برپا نہ ہو جائے) حضرت زبیرؓ سے تلوار لے کر توڑ ڈالی۔ اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے لوگوں میں خطبہ دیا اور فرمایا کہ اللہ کی قسم مجھے اس امارۃ و خلافت کہ خاطر رات دن میں کبھی حرص نہیں ہوئی اور نہ میں نے پوشیدہ یا علانیہ کبھی اس کی طلب کی۔ پس مہاجرین نے اس بات کو تسلیم کیا۔ اور حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ نے فرمایا کہ ہماری (وقتی) ناراضگی کی وجہ صرف یہ ہوئی ہے کہ ہم مشورہ (کی سعادت) میں شامل نہیں ہو سکے۔ بے شک ہم حضرت ابو بکرؓ کو (خلافت کیلئے) سب لوگوں سے زیادہ مستحق سمجھتے ہیں۔ یقیناً آپؓ "صاحب غار" اور "ثانی اثنین" ہیں۔ ہم ان کی شرافت و بزرگی کے معترف ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی حیات میں ان کو تمام لوگوں کی نماز کا امام مقرر فرمایا تھا۔ اس روایت کی سند عمدہ ہے۔

ایک ضروری وضاحت

قَوْلُهُمَا: "مَا غَضِبْنَا اِلَّا لِاَنَّا اُخِّرْنَا عَنِ الْمَشُورَةِ"

i. مذکورہ بالا الفاظ بظاہر ذرا سخت معلوم ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں جاننا چاہیئے کہ اس روایت کو ماسوا روایات جو اس موقع کی ابو سعید خدریؓ سے مروی ہیں یا دوسرے کسی صحابی سے منقول ہیں ان میں **ماغضبنا** والے الفاظ نہیں پائے جاتے تو معلوم ہوا اس راوی نے اس بات کو ان الفاظ کے ساتھ تعبیر کر دیا ہے۔

ii. در حقیقت اس موقعہ پر ثقیفہ والے پہلے اجتماع میں حضرت علیؓ حاضر نہ تھے۔ وہاں خلیفہ کا انتخاب ہو گیا۔ حضر
علیؓ یا بعض دیگر حضرات جو اس وقت موجود نہ تھے ان کو اگر اول اول عدم شمولیت کا افسوس ہوا ہو تو یہ کچھ بع
نہیں یہ جو کچھ اس موقع پر اختلاف معلوم ہوتا ہے یہ تمام تر وقتی طور پر اختلاف رائے کے درجہ میں ہے۔ خلاص
یہ ہے کہ اس موقع کے وقتی اختلاف رائے کو (جوان بزرگوں نے ایک دو روز کے اندر ہی بیعت کر کے ختم کر د
تھا) راویوں نے غضب وغیرہ کے الفاظ میں نقل کر دیا اس زیادہ کچھ نہیں کیونکہ خود انہی روایات میں مندرج ہے
کہ حضرت علیؓ حضرت ابو بکرؓ کو اس خلافت و امارت کا زیادہ حقدار تسلیم کر رہے ہیں اور ان کی اس اہلیت کے
متعلق فضائل و دلائل پیش فرما رہے ہیں یہ سب چیزیں اس بات کا قرینہ ہیں کہ یہ اختلاف اگر تھا تو بالکل عارض
اور وقتی تھا۔ قلبی عناد نہیں رکھتے تھے اور کوئی دلی عداوت ان کے درمیان نہیں تھی۔

iii. اگر اس بات کو بالکل درست خیال کیا جائے تو اس کا مفہوم یہ ہو گا کہ اِس اہم معاملہ میں شمولیت کی سعادت سے
محروم رہ جانے کی وجہ سے برادرانہ طور پر شکوہ ان کلمات کے ساتھ ظاہر فرمایا ہے۔

❖ مذکورہ روایات کے بعد احمد بن یحیٰ الشہیر بلاذری (المتوفی ۲۷۹ھ) کی ایک روایت انساب الاشرف سے درج کی
جاتی ہے جو تعجیلِ بیعت کے مسئلہ کو صاف طور پر بیان کرتی ہے اور مندرجہ بالا روایات کی مکمل تائید کرتی ہے۔

(6) حدَّثنا حماد بن سلمةَ انبأنَا الحريري عن أبِي نضرَةَ قال لمَّا بَايَعَ النَّاس اَبَابَكرٍ اِعْتَزَلَ عَلِيٌ وَالزُّبَيْرُ فَبَعَثَ اِلَيهِمَا عُمَرَ بْنَ الْخطاب وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَاَتَيَا مَنْزِلَ عَلِيٍّ فَقَرَعَا الْبَابَ فَنَظَرَ الزُّبَيْرُ ﷺ مِنْ قَتَرَةٍ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى عَلِيٍّ فَقَالَ هٰذَانِ رَجُلَانِ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَلَيسَ لَنَا اَنْ تُقَاتِلَهُمَا قَالَ اِفْتَحْ لَهُمَا ثُمَّ خَرَجَا مَعَهُمَا حَتّٰى اَتَيَا اَبَابَكرٍ فَقَالَ اَبُوبَكرٍ ﷺ يَا عَلِيُّ اَنْتَ ابْنُ عَمِّ رَسُولِ اللهِ وَصِهْرُهُ (صلعم) فَتَقُوْلُ اِنِّي اَحَقُّ بِهٰذَا الْاَمرِ۔ لَاهَا اللهِ لَاَنَا اَحَقُّ بِهٖ مِنْكَ۔ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ يَا خَلِيفَةَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ اُبْسُطْ يَدَكَ اُبَايِعْكَ فَبَسَطَ يَدَهُ فَبَايَعَهُ۔ ثُمَّ قَالَ لِلزُّبَيْرِ (بن عوّام) تَقُوْلُ اَنَا ابْنُ عَمَّةِ رَسُوْلِ اللهِ وَحَوَارِيُّهُ وَفَارِسُهُ وَاَنَا اَحَقُّ بِالْاَمرِ۔ لَاهَا اللهِ اَنَا اَحَقُّ بِهٖ مِنْكَ فَقَالَ لَا تَثْرِيْبَ يَا خَلِيفَةَ رَسُوْلِ اللهِ اُبْسُطْ يَدَكَ فَبَسَطَ يَدَهُ فَبَايَعَهُ۔

(انساب الاشرف بلاذری ص ۵۸۵ جلد اول طبع مصری۔ جدید طبع۔ سن اشاعت ۱۹۸۹ء)

یعنی کہ جب لوگوں نے ابو بکرؓ سے بیعت کی تو (اس وقت) علی المرتضیٰ اور زبیرؓ بن عوام (بیعت سے الگ رہے) پس ابو بکرؓ نے ان دونوں کی طرف عمرؓ بن الخطاب اور زیدؓ بن ثابت انصاری کو بھیجا۔ حضرت علیؓ کے مکان پر پہنچ کر دستک دی۔ زبیرؓ نے (اس وقت) دروازہ کے سوراخ سے دیکھا اور لوٹ کر حضرت علیؓ کو کہنے لگے کہ یہ دونوں بزرگ بہشتی لوگوں میں سے ہیں۔ ان سے ہمارا جھگڑا کرنا درست نہیں۔ پھر حضرت علیؓ کے کہنے پر دروازہ کھول دیا اور باہر تشریف لا کر دونوں کے ساتھ ہو لئے حتّٰی کہ دونوں حضرات ابو بکرؓ کے پاس پہنچے۔ حضرت ابو بکرؓ کہنے لگے کہ اے علی، آپ رسول خدا ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں اور داماد نبی ہیں۔ آپ اس معاملہ (خلافت) میں اپنے آپ کو زیادہ حقدار خیال کرتے ہیں (دراصل) میں زیادہ مستحق ہوں۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ اے خلیفۂ رسولِ خدا ملامت نہ کریں، ہاتھ بڑھایئے میں بیعت کرتا ہوں۔ حضرت ابو بکرؓ نے ہاتھ آگے کیا اور حضرت علیؓ نے بیعت کی۔

پھر حضرت ابو بکرؓ نے زبیرؓ کو اسی طرح کہا کہ اے زبیر! آپ حضور ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں اور حواری رسول ہیں اور شاہ سوار ہیں۔ آپ اپنے متعلق خیال رکھتے ہیں کہ اس کام کے آپ زیادہ مستحق ہیں (حالانکہ میں زیادہ حق رکھتا ہوں تو حضرت زبیرؓ نے کہا کہ اے خلیفۂ رسولِ خدا ملامت نہ کریں، اپنا ہاتھ بڑھائیں۔ انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور حضرت زبیرؓ نے بھی بیعت کر لی۔"

➢ **نوٹ:** **ان تمام روایات سے ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت علیؓ نے ابو بکرؓ کے ساتھ تعجیلاً بیعت کر لی تھی۔** چھ ماہ تاخیر کرنے کا مسئلہ راویوں کا اپنا گمان ہے جس کو اصل روایات میں ملا دیا گیا ہے۔ تعجیل کی روایات کے اسانید میں ابن شہاب زُہری راوی نہیں۔ زہری کے ماسوا راویوں کی یہ روایات ہیں جن میں تاخیرِ بیعت کا کوئی ذکر نہیں اور تاخیر بیعت کی مرویات میں ابنِ شہاب زہری راوی ہر جگہ موجود ہے۔

(خلاصہ کلام یہ ہے) کہ:

حضرت علی ؓ اور زبیر دونوں نے کہاہے کہ ہماری یہ (عارضی) رنجیدگی صرف مشورہ میں نہ شامل ہو سکنے کی و
سے ہوئی۔ (حالانکہ) ہم ابو بکرؓ کو باقی لوگوں سے زیادہ خلافت کا حقدار جانتے ہیں۔اور [1]-**غار کی صحبت**
فضیلت ان کو حاصل ہے۔ (یعنی [2]-**ثانی اثنین** کا لقب رکھتے ہیں) ہم ان کی بزرگی کا اعتراف کرتے ہیں،اور
کریم ﷺ نے ان کو اپنی زندگی میں (مسلمانوں کو) [3]-**نماز پڑھانے** کا حکم دیا تھا۔

...... حصہ دوم ......

وہ روایات جن میں بیعت کے وقت کی تعیین میں کچھ اختلاف ہے

حضرت علیؓ کی بیعتِ خلفاءِ ثلاثہ کے سلسلہ میں مزید روایات بھی ملتی ہیں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے
جب حضرت علیؓ کو معلوم ہوا کہ مسجدِ نبوی میں بیعت کیلئے ابو بکر صدیق ؓ بیٹھ گئے ہیں تو اسی وقت تشریف لا کر بیعت
لی، کوئی تاخیر نہیں کی۔البتہ بعض دوسری روایات میں تھوڑا سا موٴخر ہونے کا ذکر پایا گیا ہے لیکن وہ بھی دو روز کے ا
کی بات ہے اس سے زیادہ نہیں۔

دونوں نوع کی روایات مختصراً بطورِ نمونہ پیش کی جاتی ہیں۔

پہلی نوع کی روایت ابن جریر طبری نے تاریخ طبری باب حدیث السقیفہ میں ذکر کی ہے۔

............عن حبیب ابن ابی ثابتٍ قال کان عَلِیؓ فِیْ بَیْتِہٖ اِذَا اُتِیَ فَقِیلَ لَہٗ
قَدْ جَلَسَ اَبُوْ بَکْرٍ لِلْبَیْعَۃِ فَخَرَجَ فِیْ قَمِیْصٍ مَا عَلَیْہِ اِزَارٌ وَ لَا رِدَاءٌ عَجَلًا کَرَاھِیَۃً اَنْ یُبْطِیَ عنھا
حتّٰی بَایَعَہٗ ثُمَّ جَلَسَ اِلَیْہِ وَ بَعَثَ اِلٰی ثَوْبِہٖ فَاَتَاہُ فَتَجَلَّلَہٗ وَ لَزِمَ مَجْلِسَہٗ۔''

(تاریخ ابن جریر طبری، ج۳، ص۲۰۱۔ تحت السنۃ الحادی عشر۔ باب حدیث السقیفۃ)

''یعنی حبیب بن ابی ثابت روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی ؓ اپنے گھر تشریف رکھتے تھے
اطلاع ملی کہ حضرت ابو بکرؓ بیعتِ (خلافت) کیلئے مسجد میں تشریف فرما ہوئے ہیں تو حضرت علی ؓ
بلا تاخیر فوراً ضروری لباس میں گھر سے باہر تشریف لائے اور مجلس بیعت میں پہنچ کر حضرت ابو بکرؓ

کی بیعت کی اور اس جگہ ان کی خدمت میں بیٹھ گئے۔ وہاں سے آدمی بھیج کر گھر سے اوپر اوڑھنے کی
چادر وغیرہ منگوائی اور مجلس ھٰذا میں شامل رہے۔''

☜ ... اس روایت سے صاف ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت علی ؓ نے ابو بکر صدیق ؓ کے ساتھ بیعت کرنے میں کوئی تاخیر
نہیں کی۔

دوسرے نوع کی وہ روایات ہیں جن میں حضرت علی المرتضیٰؓ نے حضور ﷺ کے وصال کے بعد قرآن مجید
جمع کرنے کا پروگرام ذکر کیا ہے۔استیعاب ابن عبد البرؒ وغیرہ میں ہے کہ:

"........عَنْ مُحَمَّدِ بنِ سِيرِين، قَالَ: لَمَّا بُوِيعَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ أَبْطَأَ عَلِيٌّ عَنْ
بَيْعَتِهِ، وَجَلَسَ فِي بَيْتِهِ، فَبَعَثَ إِلَيْهِ أَبُو بَكْرٍ: مَا أَبْطَأَ بِكَ عَنِّي! أَكَرِهْتَ إِمَارَتِي؟ فَقَالَ عَلِيٌّ: مَا
كَرِهْتُ إِمَارَتَكَ، وَلَكِنِّي آلَيْتُ أَلَّا أَرْتَدِيَ رِدَائِي إِلَّا إِلَى صَلَاةٍ حَتَّى أَجْمَعَ الْقُرْآنَ. قال ابن
سِيرِين: فبلغني أَنَّهُ كتب۔"

(الاستیعاب جلد ثانی معہ اصابہ ج۲ ص۲۴۴۔ تذکرہ صدیق)

حضرت ابن سیرینؒ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق ؓ سے لوگوں نے
بیعت کی تو علی مرتضیٰؓ نے اس بیعت سے تاخیر کی اور اندرونِ خانہ بیٹھے رہے۔ پس ابو بکر صدیقؓ
نے انکی طرف آدمی بھیج کر دریافت کیا کہ آپ (بیعت کے معاملہ میں) تاخیر کا شکار کیوں ہوئے
ہیں؟ کیا آپ میرے امیر بننے کو ناپسند کرتے ہیں، تو علی مرتضیٰ نے جواب دیا کہ میں نے آپ کی
امارت کو ناپسند نہیں کیا لیکن میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ سوائے نماز پڑھنے کے میں اپنے اوپر چادر
نہیں اوڑھوں گا، حتیٰ کہ میں قرآن مجید کو جمع کر لوں۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے قرآن لکھا
بھی تھا۔

☜ ➤ اس روایت سے معلوم ہوا کہ پہلے قرآن مجید کو جمع کرنے کا کام شروع فرمایا۔ پھر بیعت کی۔

اب جمع قرآن والی روایات کو اگر بالفرض درست تسلیم کر لیا جائے تو ان کو سابقہ روایات کے ساتھ اس طر مطابق بنایا جا سکتا ہے کہ آنحضور ﷺ کے انتقال کے بعد حضرت علیؓ کی اوّل اوّل یہ رائے قائم ہوئی تھی کہ قرآن ! کو جمع کرنا سب سے مقدم کام ہے مگر بعد میں رائے تبدیل ہوئی کہ حالات کا تقاضا یہ ہے کہ مسئلہ بیعت کو سب۔ مقدم سرانجام دینا چاہیئے۔ اس لئے سبقت فرماتے ہوئے تمام صحابہ کرام (مہاجرین وانصار) کے ساتھ اسلام کے ا اہم مسئلہ میں موافقت کرتے ہوئے بیعت کر لی اور اپنے سابقہ پروگرام کو دوسرے وقت کیلئے ذرا مؤخر کر دیا (جیساً بعض روایات میں "ثم خرج فبايعه" کے الفاظ اسکی تائید کرتے ہیں) اس طریقہ سے یہ روایات مفہوماً ایک دوسر۔ کے قریب ہو سکتی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بیعت کے معاملہ میں ایک اہم اور قابل توجہ امر

تعجیلاً بیعت کی نفی کنندہ روایات میں سب سے اہم وہ روایات ہیں جن میں مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ۔ انتقال کے بعد جب تک حضرت فاطمہؓ حیات تھیں (یعنی چھ ماہ تک) حضرت علی نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت نہیں تھی بلکہ بعض مقامات میں مذکور ہے کہ بنی ہاشم میں سے کسی ایک نے بھی اس مدت تک بیعت نہیں کی تھی۔ اس بناء اوّلاً ان کے متعلق ذکر کرنا مناسب ہے۔

1) ایک عام تفحص و جستجو کے مطابق ششماہی والی روایات **بخاری** جلد ثانی، **مسلم** جلد ثانی، **مسند ابی عوانہ** جلد رابع **سنن کبریٰ بیقھی**، **تاریخ ابن جریر طبری** (بحث السقیفہ) جلد ثالث، **کتاب انساب الاشرف بلاذری** جلد اول وغیر میں پائی جاتی ہے۔

ان تلاش شدہ مقامات کی سند میں ابن شہاب زہری موجود ہیں اور روایات میں غور و فکر کرنے سے معلوم ہوا کہ تمام روایات غلط نہیں بلکہ اس جگہ اصل روایاتِ صحیحہ میں تخلیط اور راوی کی جانب سے اِدراج ہے۔ ان مخلو شدہ اشیاء میں سے ایک چیز یہ بھی ہے کہ مدتِ حیاتِ فاطمہؓ میں یعنی چھ ماہ تک حضرت علیؓ نے بیعت نہیں کی او بعض جگہ یہ مزید اضافہ ہے کہ کسی ایک بنی ہاشم نے بھی بیعت نہیں کی تھی۔

چنانچہ اس موقع کی روایت کے مندرج الفاظ اس طرح پائے جاتے ہیں:

(2،1) فَلَمَّا تُوُفِّيَت (فاطمہ رضی اللہ عنہا) اِستَنكَرَ عَلِىٌ وُجوهَ النَّاسِ فَالتَمَسَ مُصَالِحَةَ أَبِى بَكرٍ وَ مُبَايَعَتِهِ وَلَم يَكُن يُبَايِعُ تِلكَ الاَشهُرَ۔

i. بخاری، کتاب المغازی، باب غزوہ خیبر

ii. مسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب حکم الفیٔ

(3) لَم يُبَايِعْ عَلِىٌ اَبَابَكرٍ حَتّٰى مَاتَت فَاطِمَةُ بَعدَ سِتَّةِ اَشهُرٍ فَلَمَّا مَاتَتْ ضَرَعَ اِلٰى صُلحِ اَبِى بَكرٍ۔

iii. انساب الاشرف بلاذری، جلد اول، ص ۵۸۶

(5،4) فَقَالَ رَجُلٌ لِلزُّهرِىِ اَفَلَم يُبَايِعهُ عَلِىٌ سِتَّةَ اَشهُرٍ قَالَ لَا وَ لَا اَحَدٌ مِن بَنِى هَاشِمٍ حَتّٰى بَايَعَهُ عَلِىٌ۔

iv. تاریخ ابن جریر طبری بحث السقیفہ

v. مسند ابی عوانہ جلد ۴، ص ۱۴۶

(6) قَالَ مَعمَرٌ قُلتُ لِلزُّهرِى كَم مَكَثَتْ فَاطِمَةُ بَعدَ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ سِتَّةَ اَشهُرٍ فَقَالَ رَجُلٌ لِلزُّهرِىِّ فَلَم يُبَايِعهُ عَلِىٌ حَتّٰى مَاتَتْ فَاطِمَةُ قَالَ وَ لَا اَحَدٌ مِن بَنِى هَاشِمٍ۔

vi. السنن الکبری، ج ۶ ص ۳۰۰، کتاب قسم الفیٔ والغنیمۃ

اوپر دیئے گئے جملہ حوالہ جات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ مصالحت و صلح کر کے بیعت کر لی اور حضرت فاطمہ کا چھ ماہ کے بعد انتقال ہوا۔ ان چھ ماہ تک نہ حضرت علیؓ نے بیعت کی اور نہ بنی ہاشم میں سے کسی ایک نے بیعت کی۔

پیش کردہ حوالہ جات کے الفاظ میں غور کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت عائشہؓ کی روایت کا ایک درمیانی حصہ ہیں۔ ایک شخص مردِ مذکور زہری صاحب کو کہتا ہے، پھر زہری خود جواب دیتے ہیں کہ نہ حضرت علیؓ نے چھ ماہ بیعت کہ نہ کسی فرد بنی ہاشم نے ابو بکرؓ کی بیعت کی۔ حضرت عائشہؓ کا کلام یہ ہر گز نہیں۔ یہ اس راوی کا اپنا خیال ہے۔

سمجھنے والی بس اتنی بات ہے کہ بخاری و مسلم کی عبارت میں راوی کی طرف سے تداخلِ الفاظ کی وجہ سے "قال رجل للزھری" یا "قلتُ للزھری" وغیرہ اس موقعہ کے کلمات عبارت سے ساقط ہیں اور تاریخ طبری، مسند ابی عوانہ، سنن کبریٰ بیہقی وغیرہ میں یہ کلمات صراحۃً واصالۃً موجود ہیں جس سے اصل معاملہ کھل جاتا ہے کہ ابن شہاب زہری نے اپنی جانب سے اصل روایت میں کمی بیشی کی ہے۔ (فاعتبروا یا اولی الابصار)

کنز العمال کی ایک روایت

" عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَادٍ قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ لَوْ عَهِدَ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدًا لَجَاهَدْتُ عَلَيْهِ وَلَمْ أَتْرُكِ ابْنَ أَبِي قُحَافَةَ يَرْقَى دَرَجَةً وَاحِدَةً مِنْ مِنْبَرِهِ۔ "

i. فضائل ابی بکر الصدیق، ابو طالب عشاری ص ۵

ii. کنز العمال۔ حرف الجیم۔ کتاب الخلافۃ مع الامارۃ من قسم الافعال الباب الاول: فی خلافۃ الخلفاء

یعنی قیس بن عباد کہتے ہیں کہ حضرت علی ؓ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم ہے جس نے دانہ کو اگایا اور روح کو پیدا کیا۔ اگر اللہ کے رسول نے میرے لئے کوئی عہد و پیمان (یعنی خلافت بلا فصل کے بارے میں) فرمایا ہوتا تو اس پر میں قوت اور زور سے قائم رہتا اور میں ابو بکر کو منبرِ نبوی کی ایک سیڑھی پر بھی نہ چڑھنے دیتا۔

❖ مذکورہ بالا روایات اور ان کے علاوہ ملنے والی بے شمار روایات میں جو چند ایک خصوصی طور پر قابلِ ذکر امور آنحضرت ﷺ کی خلافت کے متعلق ثابت ہوتے ہیں وہ درج ذیل ہیں:۔

i. حضرت ابو بکرؓ کے حق میں نماز میں حضور ﷺ کی جانب سے جو تقویم کی گئی تھی اس کا لحاظ رکھتے ہوئے حضرت علی ؓ نے فرمایا کہ ان کو اب کون مؤخر کر سکتا ہے؟

ii. حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ابو بکرؓ کو جب نبی کریم ﷺ نے ہمارے دین کے لیے پسند فرمالیا تو ہم دنیاوی معاملات میں بھی ان کو پسند کرتے ہیں یعنی اپنا امیر و حاکم تسلیم کرتے ہیں۔

iii. حضرت ابو بکرؓ نے جب اپنی انکساری و تواضع کے پیش نظر بیعت ہذا کی واپسی کی تجویز پیش کی تو حضرت علی ؓ نے یہ تجویز مسترد کر دی۔

iv. روایات کی روشنی میں حضرت علی ؓ نے تینوں خلفاء کرام سیدنا حضرت ابو بکر صدیق ؓ، سیدنا حضرت عمر فاروق، سیدنا حضرت عثمانؓ کی بخوشی و رضامندی بیعت کی تھی۔ کوئی جبر و اکراہ یا قہر و تشدد ہرگز واقع نہیں ہوا۔

v. کتبِ احادیث اور اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت علیؓ تینوں خلفاءِ کرامؓ کے کارہائے خلافت میں ہمیشہ مددگار رہتے تھے۔ نیز ان کے دورِ خلافت میں دین کے استحکام اور اسلام کی مضبوطی کی شہادت حضرت علی ؓ نے اپنے قول و فعل سے دے دی جو ان خلفاءِ ثلاثہؓ کی حقانیت کی زبردست دلیل ہے۔

﴿شیعہ ماخذ سے حوالہ جات﴾

اس سلسلہ میں پہلے وہ عذر جو حضرت علیؓ کی بیعتِ خلفاءِ ثلاثہ پر شیعہ حضرات جواباً کیا کرتے ہیں ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

i. جبر و اکراہ، مجبوری و اضطرار کی صورت میں حضرت علی ؓ نے ابو بکرؓ کی بیعت کی تھی۔

ii. فتنہ و فساد سے بچنے کے لئے اور دفع شر کی خاطر بیعت کر لی تھی۔

iii. وقتی مصائب پیش آنے کی وجہ سے بیعت کی گئی تھی۔

iv. مسلمانوں میں تفریق و انتشار نہ پیدا ہو جائے اور مسلمانوں کا باہمی اتفاق نہ ٹوٹ جائے۔

اب آئمہ و مجتہدین کی اصل عبارات درج کی جاتی ہیں تاکہ اصل مفہوم سمجھنے میں آسانی ہو۔

(1) نہج البلاغہ کے مشہور شارح ابن ابی الحدید شیعی نے اپنی شرح نہج البلاغہ میں اس روایت کو نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ:

"قَالَ علِیٌ وَالزُّبَیْرُ مَاغَضِبْنَا اِلَّا اَخِرْنَا فِی الْمَشْوَرَۃِ وَاِنَّا لَنَرٰی اَبَابَکْرٍ اَحَقَّ النَّاسِ بِھَا اِنَّہٗ صَاحِبُ الْغَارِ وَاِنَّا لَنعرِفُ لَہٗ سِنَّہٗ.........وَاَمَرَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ عَلَیہِ وَاٰلِہٖ بِالصَّلٰوۃِ وَھُوَ حَیٌ۔ "

(شرح نہج البلاغہ لابن حدید بحث بقیہ السقیفۃ و اختلاف آراء الناس بعد النبی ص ۱۵۴جلد اول طبع بیروت جلد چہار کلاں)

(2) "۔۔۔وَاَبَوْ اَنْ یُبَایِعُوْا حَتّٰی جَاءُوْا بِاَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مُکْرَھًا فَبَایَعَ"

i. **فروع کافی** ج ۳۔ ص ۱۱۵ کتاب الروضہ طبع نول کشور لکھنؤ، از محمد یعقوب کلینی رازی

ii. **کتاب الروضہ من الکافی**، ج ۲ ص ۸۵ طبع جدید تہرانی بمع شرح فارسی

iii. **رجال کشی** ابو عمرو کشی مطبوعہ بمبئی ص ۴ مطبوعہ تہران ص ۱۲۔ تذکرہ سلمان فارسی

فَبَایَعَ مُکْرَھًا: حضرت علیؓ کی شخصیت کو اگر ذہن میں رکھا جائے تو انکا بیعت کرنا تسلیم کیا گیا ہے۔ جہاں تک اس بات کہ تعلق ہے کہ مجبوراً بیعت کی، تو یہ سراسر غلط الزام اور آپ کی سیرتِ طیبہ کی کردار کشی کے مترادف ہے کہ شیرِ خداو حیدرِ کرار جیسے وجود کے متعلق خیال کیا جائے کہ محض حالات یا لوگوں کے خوف سے ناچاہتے ہوئے بھی باطل کے سامنے سرِ تسلیم خم کردیا۔

(3) "۔۔۔فلذلک کتم علی علیہ السلام اَمْرَہٗ وَبَایَعَ مُکْرَھًا حَیْثُ لَمْ یَجِدْ اَعْوَانًا"

i. فروع کافی، جلد ۳ ص ۱۳۹، کتاب الروضہ طبع لکھنؤ

ii. کتاب الروضہ من الکافی، ج ۲ ص ۱۷۹، طبع جدید تہرانی بمع شرح فارسی

لَمْ یَجِدْ اَعْوَانًا: یہ جملہ اس وقت بے حیثیت ہو جاتا ہے جب شیعہ حضرات کی کتبِ تاریخ و تراجم اور کتب رجال کا مطالعہ کیا جائے۔ کیونکہ وہاں کئی نام درج کئے جاتے ہیں جو کہ حضرت علیؓ کے حمایتی تھے۔ پس کوئی مددگار نہ ملنے کا عذر بھی بے فائدہ اور خود شیعہ مسلمات کے بھی برعکس ہے۔ فتدبر

(4) شیعی مجتہد سید مرتضی علم الہدی نے اپنی ایک تصنیف کتاب الشافی لکھی ہے پھر اس کی تلخیص ابو جعفر الطوسی نے کی ہے۔ تلخیص میں انہوں نے ذکر کیا ہے کہ

"ثم مدّ یدہٗ فبایعہ"

(کتاب تلخیص الشافی طبع قدیمی ص ۳۹۸۔۳۹۹)

(5) ان کے مشہور مجتہد شیخ ابو منصور احمد بن علی الطبرسی نے اپنی مسلمہ کتاب "احتجاج طبرسی" میں امام محمد باقر کی روایت درج کی ہے۔ لکھتے ہیں کہ:

"فَلَمَّا وَرَدَتِ الْکِتَابُ عَلٰی اُسَامَۃَ اِنْصَرَفَ بِمَنْ مَعَہٗ حَتّٰی دَخَلَ الْمَدِیْنَۃَ...**قَالَ اُسَامَۃُ فَھَلْ بَایَعْتَہٗ؟ فَقَالَ نَعَمْ۔**"

(احتجاج للطبرسی ص ۵۰، مطبوعہ مشہد عراق ۱۳۰۲ھ)

یعنی جب اسامہ بن زیدؓ کے پاس خط پہنچا تو وہ اپنے ساتھیوں سمیت مدینہ میں واپس آگئے اور دیکھا کہ بیعت کے لئے ابو بکرؓ کے پاس لوگ جمع ہو چکے ہیں تو اسامہؓ حضرت علیؓ کے پاس چلے گئے اور دریافت کرنے لگے کہ یہ کیا بات ہے؟ تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں وہی تو ہے۔ پھر اسامہ نے پوچھا کہ کیا آپ نے ابو بکرؓ سے بیعت کرلی تھی؟ تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہاں کرلی ہے۔

(6) قاضی نور اللہ شوستری مجالس المؤمنین مجلس سوم خالد بن سعید کے تذکرہ میں ذکر کرتے ہیں کہ:

حضرت امیر و سائر بنی ہاشم از روئے اکراہ با ابی بکر بظاہر بیعت کردند و دست بر دستِ او زدند، خالد و برادرانش بمتابعت ایشاں بیعت کردند۔"

(کتاب مجالس المومنین مجلس سوم تذکرہ خالد بن سعید)

یعنی قاضی نور اللہ شوستری کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ اور باقی تمام بنی ہاشم نے مجبور ہو کر ابو بکرؓ سے ظاہراً بیعت کرلی اور اُن کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔ (اسے دیکھ کر) خالد بن سعید بن العاص اور اس کے بھائیوں نے بھی اُن کی تابعداری میں بیعت کرلی۔"

(7) شیعہ کے مشہور مجتہد سید مرتضی علم الہدی اپنی معتبر کتاب الشافی میں مسئلہ بیعت کو اِن الفاظ کے ساتھ بیان کرتے ہیں:

فالظاھر الذی لا اشکال فیہ انہ علیہ السلام بایع مستدفعًا للشر و فرارًا من الفتنۃ...الخ۔

(کتاب الشانی، للسید مرتضی ص۲۰۹ (امتونی ۴۳۲ ھ) طبع قدیم مطبوعہ ۱۳۰۱ء)

یعنی وہ بات جس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے ابو بکرؓ کی بیعت شر کو دفع کرنے کے لئے اور فتنہ سے گریز کرنے کی خاطر کی تھی۔

(8) شیعوں کے ایک مشہور مؤرخ مرزا محمد تقی لسان الملک گذرے ہیں۔انہوں نے اپنی مستند کتاب ناسخ التواریخ جلد سوم از کتاب دوم (دَر وَقائع اقالیم سبعہ) ص۵۳۲ میں حضرت علی کا ایک مکتوب نقل کیا ہے۔ جس میں حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ:

"فَمَشَيتُ عِندَ ذٰلِکَ الٰی ابی بکرٍ فبایعتُہ و نَھَضتُ فیْ تلکَ الاَحداثِ حتٰی زاغَ الباطلُ وزھقَ و کانَ کلمۃُ اللہِ ھیَ العُلیا وَلَوْ کَرِہَ الکافِرونَ فَتَوَلّٰی ابوبکرٍ تِلْکَ الْاُمُوْرِ وَ سَدَّدَ وَیَسَّرَ وَ قَارَبَ وَ اقْتَصَدَ فَصَحِبْتُہٗ مُنَاصِحاً و اطعْتُہٗ فیما اَطَاعَ اللہُ فیہِ جاھداً۔"

i. ناسخ التواریخ جلد سوم کتاب دوم، ص۵۳۲ طبع قدیم ایران

ii. منار الھدیٰ للشیخ علی البحرانی ص۳۷۳ طویل خطبہ امیر المومنینؑ

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں ابو بکرؓ کے پاس چلا گیا اور میں نے بیعت کی اور ان حوادث کے دفعہ کرنے کی خاطر میں ان کی نصرت کے لئے اٹھ کھڑا ہوا حتی کہ باطل چلا گیا اور اللہ کا کلمہ بلند ہو گیا اگرچہ یہ کفار کو ناپسند تھا۔ پس ابو بکرؓ امور (خلافت) کے متولی ہوئے۔انہوں نے ان حالات کو درست کیا اور آسانی پیدا کر دی اور حق بات کے قریب ہوئے اور انہوں نے میانہ روی اختیار کی پس میں ابو بکر کا مصاحب وہم نشین رہا اور میں نے کوشش سے ابو بکرؓ کی اطاعت وتابعداری کی جن امور میں انہوں نے خدا کی فرماں برداری کی۔

(9) نہج البلاغہ میں حضرت علیؓ کا کلام اس مسئلہ کو مزید واضح کرتا ہے۔آپ فرماتے ہیں:۔

" رَضِينَا عَنِ اللَّهِ قَضَاءَهُ وَسَلَّمْنَا لِلَّهِ أَمْرَهُ أَتَرَانِي أَكْذِبُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَاللَّهِ لَأَنَا أَوَّلُ مَنْ صَدَّقَهُ فَلَا أَكُونُ أَوَّلَ مَنْ كَذَبَ عَلَيْهِ فَنَظَرْتُ فِي أَمْرِي فَإِذَا طَاعَتِي قَدْ سَبَقَتْ بَيْعَتِي وَإِذَا الْمِيثَاقُ فِي عُنُقِي لِغَيْرِي۔"

i. یجری مجری الخطبۃ۔ خطبہ 36۔ علیہ السلام نہج البلاغہ مصری طبع، ج ا ص 89، من کلام لہٗ

ii. شرح نہج البلاغہ لابن حیثم بحرانی طبع جدید، ج2 ص93 و ج1 ص156 جزء عاشر، طبع قدیم ایرانی

iii. درہ نجفیہ، شرح نہج البلاغہ، ص99 طبع قدیم ایرانی تحت کلام مذکور

(حضرت علیؓ) فرماتے ہیں کہ: اللہ کی قضا پر اس کے لئے راضی ہو گئے۔اور ہم نے اللہ کے لیے اس کے اَمر کو تسلیم کر لیا۔(اے مخاطب) تو میرے متعلق خیال کرتا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے خلاف کہہ دونگا حالانکہ میں پہلا ہوں جس نے آنحضرت ﷺ کی تصدیق کی۔ پس رسول کریم ﷺ کے خلاف میں پہلا جھوٹ کہنے والا نہیں ہو سکتا۔ پس میں نے اپنے معاملہ (خلافت) میں نظر کی تو اس مسئلہ میں میرا تابعداری کرنا میری بیعت کرنے سے سبقت کر چکا ہے۔اور میرے غیر (یعنی ابو بکرؓ) کے حق میں میری گردن میں عہد و پیمان لازم ہو چکا تھا۔

خلاصہ یہ ہے کہ مسئلہ بیعت کے متعلق نبی کریم سے میرا پختہ عہد و پیمان غیر کے حق میں ہو چکا تھا۔ وہ غیر ابو بکرؓ ہیں اور حضرت علیؓ کا اپنا قول ہے کہ "الکریمُ إذا وَعَدَ وَفی، وإذا تَوَعَّدَ عَفا" (شرفا جب وعدہ کر لیتے ہیں تو پورا کیا کرتے ہیں اور جب عہد کرتے ہیں تو نبھاتے ہیں)۔

(10) جنگ جمل کے اختتام پر حضرت علیؓ نے بیعت کے لیے آنے والے گروہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"فبایعتمْ ابابکرٍ و عدلتمْ عنّیْ فبایعتُ ابابکرٍ کَمَا بایعْتُمُوْہُ و کرِھتُ اَنْ اَشُقَّ عصَا المسلمینَ و اَنْ اُفرِقَ جماعتَھمْ ثمَّ إن ابابکرٍ جعلھا لعمر من بعدہ و انتم تعلمون اَنّیْ اَوْلٰی النَّاسِ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ وَ بِالنَّاسِ مِنْ بَعْدِہٖ فَبَایَعْتُ عُمَرَ کَمَا بَایَعْتُمُوْہُ فَوَفَّیْتُ لَہٗ بِبَیْعَتِہٖ حتّٰی لَمَّا قُتِلَ جَعَلَنِیْ سَادِسَ سِتَّۃٍ فَدَخَلْتُ حَیْثُ اَدْخَلَنِیْ وَ کَرِھْتُ اَنْ اُفَرِّقَ جَمَاعَۃَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ اَشُقَّ عَصَاھُمْ فَبَایَعْتُمْ عُثْمَانَ فَبَایَعْتُہٗ وَ اَنَا جَالِسٌ فِیْ بَیْتِیْ ثُمَّ اَتَیْتُمُوْنِیْ غَیْرَ دَاعٍ لَکُمْ وَلَا مُسْتَکْرِہٍ لِاَحَدٍ مِنْکُمْ فَبَایَعْتُمُوْنِیْ کَمَا بَایَعْتُمْ اَبَابکرٍ وَ عُمَرَ و عثمانَ۔ فَمَا جَعَلَکُمْ اَحَقَّ اَنْ تَفُوْا لِاَبِیْ بکرٍ و عمرَ و عثمانَ بِبَیْعَتِھِمْ منکُمْ بِبَیْعَتِیْ۔ قَالُوْا یَا أَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ کُنْ کَمَا قالَ العبدُ الصَّالحُ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللہُ لَکُمْ وھوَ اَرْحَمُ الرَّاحمینَ۔ فقالَ کذٰلکَ اَقولُ یغفرُ اللہُ لکمْ وھو ارحم الرَّاحمینَ۔"

(امالی شیخ طوسی، ج۲ ص۱۲۱، طبع نجف اشرف، عراق)

یعنی حضرت علیؓ مخاطبین کو فرماتے ہیں کہ تم نے ابو بکرؓ سے بیعت کی اور تم نے مجھ سے انصراف کیا ۔ پس جس طرح تم نے ابو بکرؓ سے بیعت کی تھی اسی طرح میں نے بھی ان سے بیعت کی اور میں نے مسلمانوں کے اتفاق کی لاٹھی توڑنے کو مکروہ جانا اور ان کی جماعت میں تفریق ڈالنے کو ناپسند کیا۔ پھر ابو بکر نے (خلافت) کو اپنے بعد عمرؓ کے لیے تجویز کر دیا اور تم کو معلوم ہے کہ میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ اور لوگوں کے مقابل آپ کے بعد زیادہ حق رکھتا تھا۔ پس میں نے عمر کی بیعت کی جیسا کہ تم لوگوں نے ان کی بیعت کی اور اس بیعت کے حقوق کو میں نے پورا کیا ۔ حتی کہ جب عمرؓ پر قاتلانہ حملہ ہوا تو انہوں نے مجھے چھ آدمیوں (کی کمیٹی) میں ایک ممبر بنا کر شامل کیا پس میں نے ان کا شامل کرنا قبول کر لیا اور میں نے مسلمانوں کی جماعت میں تفریق کو بُرا جانا اور ان کی اتفاق کی لاٹھی کو توڑ ڈالنا ناپسند کیا۔ اس کے بعد تم نے عثمانؓ سے بیعت کی۔ پس میں نے بھی ان سے بیعت کی اور میں (شہادت حضرت عثمانؓ کے بعد) اپنے گھر بیٹھا ہوا تھا۔ نہ میں نے تمہیں بلا بھیجا اور نہ مجبور کیا۔ تم خود میرے پاس آئے اور تم نے میری بیعت کی جیسا کہ تم نے ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمان کے ساتھ بیعت کی تھی پس کیا وجہ ہے کہ ان حضرات ثلاثہ سے جو تم نے بیعت کی تھی اس کی وفاء و ایفاء کرنا میری بیعت کی ایفاء کرنے سے زیادہ حقدار ہے؟ (یعنی ان ہر دو میں کوئی فرق نہیں ہونا چاہیے)

وہاں موجود لوگوں نے عرض کیا کہ یا اَمیر المؤمنین آپ کو اب اس طرح فرمان جاری کرنا چاہیے جس طرح خدا کے صالح بندے (یوسف علیہ السلام) نے اپنے معذرت خواہوں کے حق میں ارشاد فرمایا تھا کہ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرِ اللہُ لَکُمْ وھوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ۔ پس حضرت علیؓ نے معذرت قبول کرتے ہوئے اسی طرح فرمان دے دیا کہ یَغْفِرِ اللہُ لَکُمْ وھوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ۔

اس روایت کے اہم نکات:

i. **بایعته کمابایعتموه:**
یہ کسی اور کا قول نہیں ہے بلکہ شیر خدا کا اپنا کلام ہے کہ میں نے ان بزرگوں سے اُسی طرح بیعت کی جس طرح باقی مسلمانوں نے کی۔

ii. نیز اپنی بیعت کو حاضرین کی بیعت سے مشابہت دے کر ثابت کیا کہ حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کرنے والے ہی حضرت علیؓ کی بیعت کرنے والے تھے۔ ان لوگوں نے تو کسی جبر و اِکراہ یا مجبوری سے بیعت نہیں کی تھی۔ پس حضرت علیؓ نے بغیر کسی اضطرار و اجبار و اکراہ کے یہ بیعت کی تھی۔ یہ مسئلہ لفظ کما کے ذریعہ صاف ہو رہا ہے۔

iii. جعلنی سادس ستة ...الخ یعنی مجھے (خلافت کمیٹی) کے چھ افراد میں حضرت عمرؓ نے شامل کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ کی ذات پر دوسرے پانچ ممبروں کی طرح کامل اعتماد اور وثوق تام تھا تبھی تو ان کو اس اہم کمیٹی کا ممبر منتخب کیا۔ نیز جن لوگوں کے درمیان اندرونی خلفشار و قلبی مناقشاتِ دائمی ہوتے ہیں وہ اپنے مخالف کی طرف سے دی گئی اس قسم کی اہم ذمہ داریاں ہر گز قبول نہیں کیا کرتے اور نہ ہی مخالف ایسی ذمہ داریاں کسی دشمن کو دیا کرتے ہیں۔

(11) شیعہ علماء میں ایک علامہ نوبختی (ابو محمد الحسن بن موسی النوبختی) تیسری صدی کے مشاہیر شیعی علماء میں سے گزرے ہیں۔ ان کی تصنیف "**فرق الشیعہ**" ہے یعنی تیسری صدی ہجری تک جو شیعوں میں فرقے بن چکے تھے وہ اس میں ضروری تفصیلات کے ساتھ درج کئے ہیں۔ ان فرقوں میں شیعہ کا ایک "**بتریہ**" فرقہ ہوا ہے۔ اُن کا عقیدہ و نظریہ اس مسئلہ کے متعلق درج ذیل ہے:۔

"قالتْ اِنَّ عَلِیًّا کانَ اولَی النَّاسِ بعدَ رسولِ اللہ ﷺ بالناسِ لفضلِہ و سابقتِہ و علمہ و ھو افضلُ النَّاسِ کُلِّھم بعدہ و اشجَعُھُم وَ اَسخاھُم وَ اَورَعُھُم وَ اَزھَدُھُم وَ اَجازُوا مَعَ ذٰلِکَ اِمامَۃَ اَبِی بَکرٍ وَ عُمَرَ وَ عَدُّوھُمَا اَھلًا لذٰلِکَ المَکانَ وَ المَقامَ وَ ذَکَرُوا اِنَّ عَلِیًّا علیہ السلام سلَّمَ لَھُمَا الاَمرَ وَ **رَضِیَ بِذَالِکَ وَ بَایَعَھُمَا طَائِعًا غَیرَ مَکرُوہٍ** وَ تَرَکَ حقَّہٗ لَھُمَا فَنَحنُ رَاضُوْنَ کَمَا رَضِیَ اللہُ المسلمینَ لہٗ وَ لِمَنْ بَایَعَ لَایَحِلُّ لَنَا غَیرَ ذٰلِکَ وَ لَایَسَعُ مِنَّا اَحَدًا اِلَّا

ذٰلِکَ وَاِنَّ وَلَایَۃَ اَبِیْ بَکْرٍ صَارَتْ رُشْدًا وَّ ھُدًی لِتَسْلِیْمِ عَلِیٍّ وِ رِضَاہٗ وَلَوْ لَا رِضَاہٗ وَ تَسْلِیْمُہٗ لَکَانَ اَبُوْ بَکْرٍ مُخْطِئًا ضَالًّا ھَالِکًا۔"

(کتاب فرق الشیعہ تصنیف ابو محمد الحسن بن موسیٰ نوبختی من اعلام القرن الثالث للہجرۃ ص ۴۲ طبع نجف اشرف، عراق)

یعنی آنحضور ﷺ کے بعد حضرت علیؓ اپنی فضیلت، اپنے تقدم اور اپنے علم کی بنا پر لوگوں کے لیے زیادہ حق رکھنے والے تھے اور رسول خدا ﷺ کے بعد وہ سب لوگوں سے زیادہ افضل اور زیادہ بہادر، زیادہ سخی، زیادہ پرہیزگار، زیادہ زاہد تھے۔ اس کے باوجود اس وقت کے لوگوں نے ابو بکر و عمر کے لیے امامت و ولایت جائز رکھی اور دونوں کو اس مقام و مرتبہ کا اہل قرار دیا۔ اور یہ بھی انہوں نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے ان دونوں (ابو بکر و عمر) کو امر خلافت و ولایت سپرد کر دیا اور اس چیز پر علیؓ راضی ہو گئے اور ان دونوں کے ساتھ **خوشی سے بغیر مجبوری کے بیعت کی تھی** اور اپنا حق ان دونوں کی خاطر ترک فرما دیا۔

پس ہم اس طرح راضی ہیں جس طرح اللہ راضی ہوا مسلمانوں سے ان کے لئے اور جنہوں نے (ان سے) بیعت کی۔ اس کے ماسوا ہمارے لیے حلال نہیں ہے اور نہ ہی ہمارے لیے اس کے بغیر گنجائش ہے۔

اور حضرت علیؓ کی رضامندی و تسلیم کی وجہ سے یقیناً ابو بکرؓ کی ولایت (خلافت) رشد و ہدیت تھی۔ اگر علیؓ کی رضامندی و تسلیم نہ ہوتی تو ابو بکرؓ (نعوذ باللہ۔ ناقل) خاطی اور بھٹکنے والے اور ہلاک ہونے والے ہوتے۔

محاکمہ

تمام شیعہ بزرگ ابو بکرؓ کی بیعت کے بُطلان کے قائل نہیں ہیں بلکہ ان کے بعض طبقے حضرت علیؓ کی بیعت ابو بکرؓ کے ساتھ صحیح اور درست تسلیم کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چونکہ اس پر علیؓ رضامند ہو گئے تھے پس یہ بیعت بالکل ٹھیک ہے اور ہم کو اس چیز پر رضامندی کا اظہار کرنا چاہیے۔

کیا حضرت علیؓ نے ظاہری بیعت کی تھی۔ جبکہ دل سے بیعت نہ کی تھی؟؟

اس موقع کی نہج البلاغہ کی اصل عبارت اس طرح ہے، ملاحظہ فرماویں:

یَزْعَمُ اَنَّہٗ قَدْ بَایَعَ بِیَدِہٖ وَلَمْ یُبَایِعْ بِقَلْبِہٖ. فَقَدْ أَقَرَّ بِالْبَیْعَۃِ وَادَّعَی الْوَلِیْجَۃَ فَلْیَأْتِ عَلَیْھَا بِأَمْرٍ یُعْرَفُ. وَإِلَّا فَلْیَدْخُلْ فِیْمَا خَرَجَ مِنْہُ۔

(نہج البلاغہ طبع مصری، ج ا ص ۴۲، جزء اول خطبہ نمبر 7 من کلام لہٗ فی دعوی الزبیر انہ لم یبایع بقلبہ)

اردو ترجمہ: وہ ایسا ظاہر کرتا ہے کہ اس نے بیعت ہاتھ سے کر لی تھی مگر دل سے نہیں کی تھی۔ بہر صورت اس نے بیعت کا تو اقرار کر لیا۔ لیکن اس کا یہ ادعا کہ اس کے دل میں کھوٹ تھا تو اُسے چاہیئے کہ اس دعویٰ کے لیے کوئی دلیل واضح پیش کرے ورنہ جس بیعت سے منحرف ہوا ہے اس میں واپس آئے۔

عبارت ہذا کی تشریح و ترجمہ فارسی میں فیض الاسلام سید علی نقی نے (جو اسی صدی کے مشہور شیعی مجتہد و عالم ہیں) کیا ہے وہ نقل کر دینا کافی ہے:

"چوں زبیر نقض عہد کردہ در صدد جنگ با نحضرت بر آمد آنجناب باد فرمود تو با من بیعت کردہ واجب ست مرا پیروی کنی در پاسخ (جواب) گفت ہنگام بیعت تو ریہ نمودم۔ یعنی بہ زبان اقرار و در دل خلاف آنرا قصد کردم حضرت می فرماید۔

زبیر گمان می کند بدست بیعت کردہ و در دل مخالف بودہ بہ بیعت خود مقرّ است و ادّعا دارد کہ در باطن خلاف آنرا پنہاں داشتہ بنا بریں باید کہ حجت و دلیل بیارد (تا راستی گفتار او معلوم شود) و اگر دلیلے نداشت بیعت او بحال خود باقی ست باید کہ مطیع و فرمانبردار باشد۔"

(ترجمہ و تشریح فارسی از فیض الاسلام سید علی نقی ج ا، ص ۵۱، جزو اول طبع تہران۔ ایران)

i. مذکورہ بالا تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے بیعت بہرحال کی تھی۔ آپؓ کبھی بھی جانتے بوجھتے ہوئے باطل کے سامنے کسی بھی مصلحت کی خاطر سر جھکانے والے نہ تھے بلکہ ایسا قول تو آپؓ کی شان میں بے ادبی قرار پائے گا۔

ii. پھر وہ علیؓ جو بڑھاپے میں بھی خلافت کے مقابل آنے والوں سے تمام مصلحتوں کو بالائے طاق رکھ کر تلوار سونت لیتا ہے وہ جوانی کیسے بزدلی دکھا سکتا ہے۔ (نعوذ باللہ)

پر جہاں جہاں شیعہ حضرات نے متفرق بہانے تراشنے کی کوشش ماضی یا حال میں کی ہے اگر دیکھا جائے تو وہ یا حضرت علیؓ کی شان اقدس میں بے ادبی کا باعث ہے یا خدا تعالیٰ کے رسول خاتم کی قوت قدسیہ کے متعلق سوالات پیدا کرنے کا باعث ہے جو کہ کسی بھی طرح قابل قبول نہیں۔

وما علینا الا البلاغ

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ